اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

اللہ اکبر

# روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام مینیجر روزنامہ الفضل ہو۔

شرح چندہ پیشگی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴ | مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۹۱


## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو آج بخار ہے۔ اور طبیعت ناساز۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے:۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے متعلق سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضرت ممدوحہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے بہتر ہے:۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بخار ہو گیا ہے احباب دعائے صحت کریں:۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال قصور سے واپس تشریف لے آئے ہیں:۔

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### قرآن مجید جواہرات کی تھیلی ہے

"افسوس ہے۔ کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے جیسا کہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا۔ اس کا ایک دیوان ہے۔ اس نے ایک دفعہ ایک مصرع کہا

ع۔ صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اس کو نہ آیا۔ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اس کو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اٹھ کھڑا ہوا۔ تو بزاز ناراض ہوا۔ اور کہا۔ کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے۔ اور بے فائدہ تکلیف دی۔ اس پر اس کو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا۔ اور اپنا شعر اس طرح پورا کیا ؎

صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن ؛ کہ رخت غنچہ را وا کرد و نتوانست تہ کردن

جس قدر محنت اس نے ایک مصرعہ کے لئے اٹھائی۔ اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لئے نہیں اٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے۔ اور لوگ اس سے بے خبر ہیں"۔ (الحکم نمبر ۳۲ جلد ۵)

## یوم التبلیغ اور ہر احمدی کا فرض

جیسا کہ احباب کو پہلے اعلان کے ذریعہ علم ہو چکا ہے۔ امسال یوم التبلیغ یکم نومبر ۱۹۳۶ء بروز اتوار مقرر کیا گیا ہے۔ اس روز ہر بالغ احمدی مرد و عورت کا فرض ہوگا۔ کہ سارا دن غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے صرف کرے۔ اور اس طرح فریضہ تبلیغ کا پوری طرح سے حق ادا کرے۔

جہاں ہو سکے جلسہ کیا جائے۔ ورنہ انفرادی طور پر تبلیغ کی جائے۔ نیز ٹریکٹوں اشتہارات، کتب وغیرہ کی اشاعت سے بھی تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

## تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

قرضہ ساٹھ ہزار کی فراہمی کے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام قرضہ کی رقمیں قرضہ دینے والے دوستوں کو اکتوبر ۱۹۳۶ء تک واپس کر دیجائینگی۔ اس وعدہ کی تعمیل میں اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام وہ احباب جن کو اس مد سے روپیہ لینا باقی ہے ان کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی اصل رسیدیں جو ان کو یہاں سے دی جا چکی ہیں۔ فوراً خاکسار کے نام ارسال فرمائیں۔ کیونکہ روپیہ بھیجنے سے قبل ان اصل رسیدوں کا دفتر ہذا میں پہنچ جانا ضروری ہے۔ (فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ۔ قادیان)



## مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(رقم فرمودہ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ صدر انجمن احمدیہ اس وقت سخت مالی پریشانی میں سے گزر رہی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ اپنے چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف اور اگر بقائے ہوں۔ تو ان کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

۲۔ اب تک تحریک جدید کا چندہ گزشتہ سال کی نسبت کم وصول ہوا ہے۔ حالانکہ وعدہ زیادہ تھا۔ وعدہ کے لحاظ سے دس ہزار کی گزشتہ سال سے کمی ہے۔ حالانکہ مومن کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ جن دوستوں نے اب تک چندہ ادا نہیں کیا۔ وہ توجہ کریں۔

۳۔ جو دوست خود ادا کر چکے ہیں۔ یا اکثر حصہ ادا کر چکے ہیں۔ وہ جماعت کے دوسرے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ لوگ سینما اور کھیلوں کے لئے اپنے ضروری کام چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا مومنین خدا تعالےٰ کے کام کے لئے اپنے اوقات کا ایک حصہ خرچ نہ کرینگے؟

۴۔ جن دوستوں کے دل میں اس کام کی خواہش ہو۔ اور انہیں ان بھائیوں کے نام نہ معلوم ہوں۔ جنہوں نے ابھی تک کل یا اکثر چندہ ادا کرنا ہے۔ اپنے علاقہ کی فہرست دفتر تحریک سے منگوا لیں۔

۵۔ اماموں کو چاہیئے۔ خطبات میں ان فرائض کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے رہیں:۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد (۱۳ اکتوبر ۳۶ء)

## بمبئی میں وید اور قرآن پر کامیاب مناظرہ

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ آریہ سماج سے دوسرا مناظرہ اس موضوع پر تھا۔ کہ وید اور قرآن مجید دونوں میں سے کونسی کتاب عالمگیر اور کامل ہے۔ یہ مناظرہ بھی تین دن ہوتا رہا۔ ہر فریق کا مناظر اپنا پرچہ پڑھنے کے علاوہ زبانی تشریح بھی کرتا رہا۔ حاضرین کی تعداد چار پانچ سو کے درمیان ہوتی رہی۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس مناظرہ میں بھی احمدیت کو نمایاں فتح دی۔ ہمارے مناظر مولٰنا محمد یار صاحب عارف نے قرآن مجید سے دس عام فہم نشان کامل اور الہامی کتاب کے بیان کر کے قرآن مجید کو عالمگیر اور کامل الہامی کتاب ثابت کیا۔ اور ساتھ ہی ویدوں کے عالمگیر ہونے کی تردید کی اس کے علاوہ سولہ سوالات موجودہ ویدوں پر ایسے کئے۔ جن سے ان کا غیر الہامی اور غیر کامل ہونا ثابت ہوتا تھا۔ آریہ مناظر ہمارے فاضل مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکا۔ عالمگیر کتاب کی دو تین علامتیں جو اس نے بیان کیں احمدی مناظر نے ان کی غیر معقولیت واضح کر کے بتایا۔ کہ وہ بھی ویدوں میں نہیں ہیں۔ قرآن مجید پر آریہ پنڈت نے جو اعتراضات کئے ان کے ہماری طرف سے مدلل اور تسلی بخش جواب دیئے گئے خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے دلائل کا اس قدر اچھا اثر ہوا۔ کہ بعض ہندوؤں نے کھلم کھلا کہا۔ کہ پنڈت صاحب کے مقابلہ میں احمدی مناظر نے اپنی الہامی کتاب کی زیادہ خوبیاں بیان کی ہیں۔ اس لئے وہ غالب رہا ہے۔ ایسے ہی خیالات کا چند آریہ صاحبان نے بھی اظہار کیا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ موجودہ فضاء کو حقیقی اسلام کی ترقی کا موجب بنائے۔

(محمد ابراہیم حکیم سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بمبئی)

## ولادت

۱۔ مجھے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے حمید اللہ رکھا ہے۔ احباب مولود کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار لقاء اللہ شوز مرچنٹ بھوپال (۲) ۹ ستمبر نور احمد صاحب مینجر سلطان برادر قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ خاکسار رحمۃ عبد الرزاق۔ (۳) ۱۲ اکتوبر خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور خادمِ دین بنائے۔ خاکسار فضل الرحمٰن خوردہ۔ اڑیسہ۔ (۴) ۱۹ ستمبر میرے لڑکے عبد الرحمٰن خان کے ہاں اور ۲۱ ستمبر میرے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے میرے پوتے کا نام عبد المنان اور میرے بیٹے کا نام محمد اللطاف تجویز فرمایا ہے۔ خاکسار محمد حیات خان ملتان (۵) میاں محمد حیات صاحب اوورسیر کو خدا تعالےٰ نے چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں خدا تعالےٰ مولود کو عمر دراز دے اور خادمِ دین بنائے۔ خاکسار خلیل الرحمٰن مولوی فاضل پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ

# سکھ ہندوؤں کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے قریب ہیں

کچھ عرصہ سے ہندو اس بات کی کوشش کرتے چلے آرہے ہیں۔ کہ سیاسی مفاد کی خاطر سکھوں سے رابطہ اتحاد جوڑیں۔ ان کی تائید اور حمایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور یہ ظاہر کریں۔ کہ سکھ مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں کے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن حال میں جب اچھوتوں میں مذہب تبدیل کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ اور سکھوں نے کوشش کی۔ کہ اچھوتوں کو سکھ بنالیں تو ڈاکٹر مونجے نے اعلان کیا۔ کہ اگر اچھوت سکھ بن جائیں۔ تو ہندوؤں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ اس طرح ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ڈاکٹر مونجے کو تو یہ اعلان اس لئے کرنا پڑا۔ کہ ہندو اچھوتوں کے متعلق اپنے سابقہ رویہ میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس صورت میں اگر سکھ ان کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوجائیں۔ تو اچھوت مسلمان بن کر مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ ہوسکینگے۔ لیکن راسخ الاعتقاد ہندوؤں نے ڈاکٹر مونجے کے اس اعلان کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ اور یہاں تک کہدیا ہے کہ چونکہ سکھ ہندوؤں سے اتنے ہی دور ہیں، جتنے مسلمان۔ بلکہ بعض حالات میں مسلمانوں سے بھی زیادہ دُور ہیں۔ اس لئے اچھوتوں کا سکھ بن جانا ہندوؤں کو کسی صورت میں بھی گوارا نہیں چنانچہ ہندوؤں کے ایک مذہبی لیڈر سوامی کرپاتری جی مہاراج سناتن دھرمی روزانہ اخبار ویر بھارت میں لکھتے ہیں:-

"ایسا کون بیوقوف ہے۔ جو یہ نہ جانتا ہو۔ کہ پنجاب میں سکھوں کا گذشتہ پچاس سالہ طرز عمل انہیں کسی صورت میں بھی ہندو قرار نہیں دے سکتا۔ سیاسی، مجلسی اور دینی ہر ایک نقطۂ نگاہ سے سکھ خود کو ہندو قوم کی گود سے علیٰحدہ کرچکے ہیں۔ پھر بھی شاید ہم اس تجویز پر کچھ غور کرنے کو تیار ہوجاتے اگر خود سکھ حضرات ایک عام اعلان شائع فرمادیتے۔ کہ وہ ہندو قوم کا ایک ایسا ہی حصہ ہیں۔ جیسا کہ آریہ سماج یا برہمو سماج مگر ایسا نہ اب تک ہوا ہے۔ نہ ہوسکتا ہے۔ تب امید کرا اور مونجے گروپ کا اس امر پر بضد ہونا کہ اچھوت سکھ ہوجائیں۔ تو ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ ایک ایسی امید موہوم ہے جس پر کوئی دیوانہ بھلے ہی اعتبار کرے۔ اور ایمان لے آئے۔ مگر کوئی بھی سلیم الطبع ہندو اس قاتلانہ تجویز سے متفق نہیں ہوسکتا۔ کاش! کہ آنکھوں کے یہ اندھے لیڈر پنجاب کے ان علاقوں میں جاکر دیکھیں جہاں سکھوں کو غلبہ حاصل ہے۔ اور یہ بھی دیکھیں۔ کہ وہاں پر ان کا سلوک ہندوؤں سے کیسا اور کیا ہے۔ انہیں معلوم ہوجائیگا کہ سکھ بھائیوں کی ذہنیت ہی پلٹ چکی ہے وہ ہندوؤں سے اتنے ہی دُور ہیں جتنے دُور کہ مسلمان۔ بلکہ بعض حالات میں مسلمانوں سے بھی سکھ دور ہیں۔ ایسے حالات کی موجودگی میں ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں ایسی خطرناک تجویز کے پیش کرنے کی اجازت دینا ہی ہندو مفاد کے خلاف ایک شرمناک غداری ہے"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندو صاحبان سکھوں کو کسی جہت سے بھی دوسرے مذاہب کے لوگوں کی نسبت اپنے قریب نہیں سمجھتے۔ اور انہیں یہ قطعاً گوارا نہیں ہے۔ کہ سکھ اچھوتوں کو سکھ بنائیں۔ ایسے واضح اعلان کی موجودگی میں چاہیئے تو یہ تھا کہ سکھ صاحبان اپنے اس رویہ پر غور کرتے جو اس وقت تک ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعلق ان کا رہا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ جس معاملہ میں بھی ہندو مسلمانوں میں اختلاف ہو۔ وہ ہمیشہ ہندوؤں کا ساتھ دیتے۔ اور مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہیں مگر سکھ معاصر "شیر پنجاب" نے عجیب رنگ میں شکوہ کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

"مسٹر گاندھی۔ راجگوپال آچاریہ ایم۔ سی۔ راجا وغیرہ کے نزدیک تو جیسے سکھ ویسے مسلمان۔ مگر سوامی کرپاتری اور گو سوامی گنیش دت کے نزدیک مسلمان چونکہ گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور گائے کی قربانی اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اس لئے سکھوں کی نسبت ہندوؤں کے زیادہ قریب ہیں۔ یہ ایسی قرابت ہے۔ جو سکھ تا ابد حاصل نہیں ہوسکتی"

معلوم ہوتا ہے۔ یہ الفاظ لکھتے ہوئے معاصر "شیر پنجاب" یہ بات بھول گیا۔ کہ گائے کا گوشت استعمال کرنا مسلمانوں کا کوئی ایسا فعل نہیں ہے جس پر کوئی سکھ طعن کرسکے یا اسے جرم قرار دے سکے۔ بیشک سکھ گائے کا گوشت استعمال نہیں کرتے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ گائے کو ہندوؤں کی طرح متبرک سمجھتے۔ اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک گائے بھی ایک ایسا ہی جانور ہے جیسے دوسرے جانور۔ اور تعلیم یافتہ سکھ تو یہاں تک بھی کہنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو گائے کا گوشت استعمال کرنے سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے اور نہیں روکنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ سکھوں کے معزز روزانہ اخبار "اکالی" نے لکھا تھا۔

"گائے کی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کرسکتے وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے" (۲۹ اگست ۱۹۳۶ء)

اسی سلسلہ میں معاصر "اکالی" نے یہ بھی لکھا۔ کہ

"سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے"

اسی طرح سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" تحریر فرما چکے ہیں۔

"جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے۔ ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکرے یہاں تک کہ گھاس اور ایک مکھی میں بھی کوئی فرق نہیں"

جبکہ سکھ دھرم میں گائے کی وہی حیثیت ہے جو دوسرے تمام حیوانوں کی۔ اور اس میں گائے کو کسی قسم کی عزت نہیں دی گئی۔ نہ اس کی حفاظت کا کوئی حکم ہے۔ پھر جبکہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال سکھ صاحبان گائے اور بکرے بلکہ گھاس اور مکھی میں کوئی فرق نہیں سمجھتے حتیٰ کہ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے۔ کہ مسلمانوں کو گائے کا گوشت کھانے سے روکا جائے تو پھر "شیر پنجاب" کا گائے کا گوشت کھانے کی وجہ سے مسلمانوں کو سکھوں کے مقابلہ میں ادنیٰ قرار دینے کی کوشش کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس موقعہ پر بھی ہندوؤں کی طرف جھکنے اور ان کے دامن سے وابستہ رہنے کی کوشش کرنیکا جذبہ عود کر آیا۔ اور یہی وہ جذبہ ہے۔ جو عام طور پر سکھوں کو مسلمانوں سے روابط اتحاد پیدا کرنے میں مانع ہے۔ حالانکہ مسلمانوں اور سکھوں کو دوش بدوش کھڑا کرنے اور ایک دوسرے کی حمایت کرنے والی بہت سی وجوہات ہیں۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ سکھوں کے سب سے بڑے گرو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے فدائی اور مسلمانوں کے دلی ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔

تعلیم یافتہ اور دُور اندیش سکھ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ یہ بات اچھی طرح اپنی قوم کے عام لوگوں کے ذہن نشین کردیں کہ ہندو نہ تو انہیں اپنے قریب سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ وہ ان کے قریب ہیں۔ بلکہ اپنی پرانی روایات اور تاریخی واقعات کے لحاظ سے وہ مسلمانوں کے قریب ہیں۔

بے شک بعض واقعات ایسے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں اور سکھوں میں دوری ہوتی چلی گئی ہے۔ لیکن اب بھی فریقین رواداری

# چودھویں صدی کے مجددِ اعظم کا علمِ کلام

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں میں سے افضل۔ اکمل اور اعلیٰ ہے۔ اور اُس میں اس قدر خوبیاں۔ دلربائیاں۔ اور کمالات ہیں۔ کہ انسانی علم ان کے احاطہ سے قاصر اور انسانی عقل اس کی راہوں کے طے کرنے سے عاجز ہے اللہ تعالےٰ اس بزرگ کتاب کے نئے سے نئے معارف اور نئے سے نئے نکتے نکالنے کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہا ہے۔ جو اپنے اپنے زمانہ کے مناسب حال اس پاک صحیفہ کے علوم دُنیا تک پہونچا کر اس کمال کے لوگوں کے دلوں پر بٹھاتے رہے ہیں۔

انہی مجددین میں سے ایک مجدد ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مجدّد چودھویں صدی کا مجدد ہے جس نے تمام مجدّدوں سے بڑھ کر اس کامل بلکہ اکمل کتاب کے علوم کو دُنیا پر اس طرح ظاہر فرمایا۔ کہ اگر کوئی مخالف بھی التعصب کو چھوڑ کر اس کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ تو وُہ اس نتیجہ تک ضرور پہونچے گا۔ کہ اس صدی کے مجدد نے قرآنی علوم کا دریا بہا دیا ہے اور وہ وُہ اصُول اس پاک کتاب کے کمالات کے بیان کئے ہیں۔ کہ جنہیں پڑھ کر عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ اور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ واقعہ میں یہ انسان خدا تعالےٰ کا بھیجا ہوُا۔ اور اس کے سکھانے سے سیکھا ہوُا۔ اور اس کے نفحات کے عطر سے معطر کیا ہوُا ہے۔ میں اس جگہ صرف ایک اصل پیش کرتا ہوں۔ اور وُہ یہ ہے۔

اس مجدد اعظم نے یہ اصل پیش فرمایا ہے کہ قرآن مجید نے جہاں کوئی دعوےٰ کیا ہے وہاں ساتھ ہی اس دعوےٰ کی دلیل بھی بیان کی ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی خصوصیت ہے کیونکہ قرآن سے پہلی الہامی کتابیں ہر دعوےٰ کے ساتھ دلیل نہ رکھتی تھیں۔ بلکہ اُن کتابوں کے لانے والے نبی اپنے معجزات سے اپنی صداقت دُنیا پر ثابت کر دیتے تھے اور پھر ایک تسلیم پیش کرتے تھے۔ جس میں صرف اوامر اور نواہی ہوتے تھے۔ لیکن ان اوامر اور نواہی کی حکمتیں ان میں درج نہ ہوتی تھیں۔ کیونکہ اس وقت انسانی عقل ابھی عدم بلوغت کے مرحلہ پر تھی۔ اس لئے ہر حکم کی حکمت یا ہر ممانعت کی مصلحت۔ یا ہر دعوےٰ کی دلیل یا ہر بیان پر برہان کی ضرورت نہ تھی۔ صرف معجزات کافی تھے۔ جو یہ ثابت کرنے کے بعد کہ یہ شخص خدا کی طرف سے ہے۔ اس کی تعلیم کو بغیر کسی دلیل اور وجہ کے منوانے پر زور دیتے تھے۔ لیکن قرآن مجید چونکہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اور اس کا وُہ زمانہ ہے جس میں دُنیا کی تمام قومیں ایک سٹیج پر جمع ہونے والی تھیں۔ اور تمام ممالک تار برقی۔ وائرلیس۔ ٹیلیفون اور براڈکاسٹنگ اسٹیشنوں کے ذریعہ ایک محلہ کا حکم رکھنے والے تھے۔ اور نئے سے نئے عقلی علوم نکل کر دُنیا کو بلوغت بلکہ کہولت تک لے جانے والے تھے۔ اس لئے علیم وحکیم خدا کے علم اور اس کی حکمت نے تقاضا کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ انبیاء کی طرح زیادہ تر وقتی معجزات کے ساتھ بھیجنے کی بجائے علوم ومعارف کے کامل مخزن کے ساتھ آپ کی بعثت ہو۔ اس لئے حضور علیہ السلام کو وُہ کتاب دی گئی۔ جس میں ہر امر کی حکمت۔ ہر نہی کی مصلحت ہر دعوےٰ کی دلیل۔ ہر بیان پر برہان اور ہر خبر کا ثبوت دیا گیا۔ اور وُہ بھی اس طرح کہ دعوے کے ساتھ یوں نہیں کہا گیا۔ کہ یہ دعوےٰ ہے۔ اور یہ اس کی دلیل ہے۔ بلکہ عجیب لطافت۔ اور کمال فصاحت اور عدیم المثال بلاغت سے یہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔ کہ ہر دعوےٰ کے ساتھ خود بخود بغیر کسی تمہید کے دلیل موجود ہے۔ اور ہر حکم کے ساتھ بغیر کسی دیباچہ کے اس کی حکمت کا ذکر ہے۔ اور ہر نہی کے ساتھ بغیر کسی اُنڈرلائن کے اس کی مصلحت بیان کی گئی ہے ایک انسان سرسری نظر میں ایک حکم پڑھتا ہے۔ اور اسے بے دلیل سمجھتا ہے۔ مگر ذرا توجہ کرنے پر وہاں ہی اس کی دلیل بھی مل جاتی ہے۔ اور یہ بات قرآن مجید کے ہر رکوع۔ بلکہ ہر آیت میں جلوہ دکھا رہی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ لوگ غور نہیں کرتے۔ اسی لئے قرآن مجید خود فرماتا ہے:۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

غرض اس صدی کے مجددِ اعظم نے یہ دعوےٰ کیا۔ اور ہزاروں مثالوں سے اسے ثابت کیا۔ یہ ایک ایسا دعوےٰ ہے جو آج تک کسی مسلمان نے یا تو بیان نہیں کیا۔ یا اگر کہیں سرسری طور پر اس کی طرف اشارہ کیا بھی ہو۔ تو اسے مثالوں سے ثابت نہیں کیا۔ غرض ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ جب وُہ قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ تو توجہ اور تدبر سے اس امر کا خیال رکھیں پھر انہیں فوراً محسوس ہونے لگے گا۔ کہ واقعہ میں قرآن مجید ساتھ کے ساتھ اپنے ہر دعوےٰ ہر امر۔ ہر نہی اور ہر بیان کی دلیل۔ حکمت۔ وجہ۔ اور ثبوت بھی دیتا جاتا ہے۔ میں ذیل میں بطور نمونہ قرآن مجید سے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں:۔

اللہ تعالےٰ سورۂ حجر میں فرماتا ہے:۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ
خبر دے میرے بندوں کو کہ میں
اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝
بہت بخشنے والا۔ نہایت رحم کرنے والا ہوں
وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ
اور یہ کہ میرا عذاب
الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝
نہایت دردناک عذاب ہے۔
وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ
اور خبر دے ان کو ابراہیم کے
اِبْرٰهِیْمَ ۝
مہمانوں کی۔

بظاہر یہاں پر تین حکم معلوم ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ میرے بندوں کو میرے رحم کی خبر دے۔ دوم یہ کہ انہیں میرے عذاب کی خبر دے۔ اور سوم یہ کہ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کی خبر دے۔ مگر جب ذرا غور کرو۔ تو دعوےٰ اور دلیل۔ خبر اور ثبوت۔ سبب اور مسبب علت اور معلول کا ایک عجیب مسلسل اور نہایت لطیف سلسلہ نظر آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے دو دعوے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ میں بڑا ہی رحیم ہوں دوسرا یہ کہ میں نہایت ہی سخت گیر ہوں اب یہ دونوں دعوے متضاد ہیں۔ کیونکہ جو نہایت ہی نرم دل ہو۔ وُہ نہایت ہی سخت گیر نہیں ہوتا۔ اور جو نہایت ہی سخت گیر ہو۔ اسے نہایت ہی نرم دل نہیں کہہ سکتے۔ نیز ایک شخص سخت رقت۔ اور نہایت نرمی کی حالت میں سخت گیری نہیں کر سکتا۔ اور نہ سخت غصہ اور غضب کے وقت اس سے رحم کا ظہور ہو سکتا ہے۔

لیکن دعوےٰ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایک ہی وقت میں رحیم بھی ہے۔ اور اسی گھڑی وُہ سخت گیر بھی ہے۔ حالانکہ غصہ کے اشتعال میں نرمی اور نرمی کے جذبہ کے وقت غصہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے نہایت ضروری تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے وجود میں ان دونوں صفات کو بیک وقت ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسی مثال دی جاتی۔ جس سے ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہو جاتا۔ کہ خدا تعالےٰ انسانوں کی طرح محدود نہیں کہ جو دُشمن پر غصہ کے اشتعال۔ اور غضب کے جذبہ میں آکر بیوی بچوں کو بھی مار بیٹھتا ہے۔ اور نرمی۔ اور رقت بھری گھڑی میں ایک قابل سزا مجرم کو بھی دُنیا میں فساد کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ بلکہ وُہ لامحدُود اور ایسی کامل ہستی ہے۔

کہ اُس کے وجود میں غصّہ اور نرمی۔ محبت اور غضب بیک وقت کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے رحم اور غضب کے ہر دو دعووں کے ثبوت دینے کے لئے ایک ایسی مثال دی۔ کہ اُس سے بڑھ کر کوئی مثال انتہائی غضب اور انتہائی رحم کے یکجا جمع ہونے کی نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے فرمایا۔ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ ۔ یعنی اوپر کے دو دعووں کے ثبوت میں اے نبی تو لوگوں کو اُن فرشتوں کا حال سُنا۔ جو انسانی شکل میں حضرت لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور جو ایک ہی وقت میں ابراہیم کے گھر جا کر بوڑھے مرد اور بانجھ عورت کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر لوطؑ کی بستی میں داخل ہو کر ساری بستی کو بیخ و بُن سے اکھیڑ کر بالکل تہ و بالا اور تہس نہس کر دیتے ہیں۔

پس ایک ہی دن میں خدا کے بھیجے ہوؤں کا ایک کو خوشی اور دوسرے کو تباہی۔ ایک مایوس کو امید اور دوسرے امید وار کو مایوسی کا شکار بنا دینا یقینی دلیل ہے اس بات کی۔ کہ ہمارا کامل و اکمل خدا ایک ہی وقت میں کسی پر غضب ناک ہے۔ تو اسی وقت کسی اور کے حق میں رحیم ہے۔ اور جس گھڑی زید پر اس کا غضب بھڑک رہا ہوتا ہے۔ اسی گھڑی بکر اس کی محبت کی گود میں ناز و انداز دکھا رہا ہوتا ہے۔ ہمارا خدا ناقص نہیں۔ کہ غضب میں رحم جاتا رہے۔ اور اس کے پیاروں کو بھی اس کے حضور جاتے ہوئے ڈر لگے۔ اور نہ رحم کے وقت اس کا غضب مفقود ہو جاتا ہے۔ کہ رحم کے جذبہ میں لاابالی رنگیلے بادشاہوں کی طرح قابلِ سزا مجرم اس کی گرفت سے بچ جائیں۔

پس کیا ہی عجیب بات ہے۔ قرآن مجید کا یہ اسلوبِ بیان۔ کہ اے نبی میرے بندوں کو میرے دربار اور عدالت کے قانونوں سے خبردار کر دے کہ میں بیک وقت سزا اور جزا۔ غصہ اور رحم۔ محبت اور عذاب۔ درگزر۔ اور گرفت کا جامع ہوں۔ مجھ پر کوئی وقت ایسا نہیں آتا۔ کہ غضب کے جوش میں بے قصور بھی میرے ہاتھوں پٹ جائیں اور نہ یہ کہ رحم کے جذبہ میں قابلِ سزا مفسد میری گرفت سے بچ جائیں۔ اس پر سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ بیک وقت دونوں قسم کے کام کرنے کی مثال کیا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ اس کی مثال ابراہیم کے گھر جانے والے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو بیک وقت ابراہیمؑ کی بے آباد یعنی بانجھ اور بوڑھی بیوی کو آبادی۔ اور لوطؑ کی آباد بستی کو بربادی دے کر اپنے بھیجنے والے کی متضاد صفات کا آئینہ بن رہے ہیں

فلسفی بھی لکھتے ہیں۔ اور سچ لکھتے ہیں۔ کہ کامل وجود وہی ہو سکتا ہے۔ جو بیک وقت متضاد صفات کا جامع ہو۔ اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے:۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔

پس واقعہ میں ہمارا کامل و اکمل خدا متضاد صفات اپنے اندر رکھتا ہے۔ تبھی تو وہ ایک ہی وقت میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح اور ابوجہل کو شکست۔ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو کامیابی۔ اور مسیلمہ کذاب کو ناکامی اور حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ترقی۔ اور محمد حسین بٹالوی کو تنزل دے کر اپنی بے پایاں محبت اور اپنے بے حد غضب کو ظاہر کر رہا ہے تا کہ اس کے طالب اُس کے غضب سے ڈر کر بدیاں چھوڑ دیں۔ اور اس کے رحم کو دیکھ کر نیکیاں اختیار کریں۔ اس طرح اپنے کامل مطلوب کی طرح خود بھی کامل ہو جائیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ ۔ آمین ثم آمین۔

---

## پسرور کے جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی

پسرور ضلع سیالکوٹ کا جلسہ انشاء اللہ سابقہ اعلان کردہ تاریخوں کی بجائے ۷ و ۸ نومبر ۱۹۳۶ء کو ہوگا۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

---

# الفضل کے چند مضامین اور مولوی ثناء اللہ صاحب

## احمدیت کے ناکام حریف کی مضحکہ خیز روش

### ۲

مولوی ثناء اللہ صاحب جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اس کے مخلصین کی مالی اور جانی قربانیوں سے جل بھن کر آج کل جن اوچھے ہتھیاروں سے کام لے رہے۔ اور جن بے بنیاد اور سراسر لغو اعتراضات سے اپنے اخبار کے صفحات آلودہ کر رہے ہیں۔ ان کی حقیقت عیاں کرنے۔ اور ان کے اعتراضات کی بے ہودگی منظرِ عام پر لانے کے لئے ان کے ایک مایہ ناز اعتراض کا ذکر کر کے بتایا جاتا ہے۔ کہ احمدیت کی عداوت میں ان کے قوائے عقلیہ کو خدا تعالیٰ نے کس طرح مسلوب کر لیا۔ اور انہیں فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ کا مصداق بنا دیا ہے۔

۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء کے "اہلحدیث" میں "مرزائی اکثریت" کے عنوان کے ماتحت اُن مضامین کے جواب میں جو الفضل ۲۱ و ۲۲ اگست میں شائع ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنی مخصوص طرزِ تحریر میں خامہ فرسائی کی۔ اور یہ ثابت کرنے کی سعیٔ ناکام کی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی اکثریت نعوذ باللہ جادہ مستقیم سے منحرف ہے۔ مگر بیہودہ یا تہ کتر و بیونت کا دامن انہوں نے ان چند سطری نوٹ میں بھی چھوڑنا پسند نہیں کیا۔

کس قدر حمق۔ اور کتنی بڑی کج فہمی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر پیش کر کے کہ "اخویم مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ بارہا یہ تذکرہ مجھ سے کر چکے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی۔ اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے"۔ (اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۳ء مشمولہ شہادۃ القرآن) مولوی ثناء اللہ صاحب استدلال کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کی اکثریت نعوذ باللہ خراب ہے۔ حالانکہ ان سطور میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب نے "اکثر لوگوں" کے الفاظ پر اپنی دھوکہ دہی کی بنیاد رکھی ہے۔ اور انہوں نے پوری عبارت کو دیدہ دانستہ نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ ان سطور میں "اکثر لوگوں" کے الفاظ آتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "اکثر لوگوں" کے خراب ہو جانے کا ہرگز ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ جس امر کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ۱۸۹۳ء تک اکثر لوگوں نے جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر "کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی۔ اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت" باہم پیدا نہ کی۔ گویا جماعت احمدیہ کے اکثر لوگوں میں اہلیت تو پائی جاتی تھی۔ مگر خاص "اہلیت" نہیں تھی۔ تہذیب تو پائی جاتی تھی مگر "خاص تہذیب" نہیں تھی۔ پاک دلی تو پائی جاتی تھی۔ مگر خاص "پاک دلی" نہیں تھی۔ پرہیزگاری تو پائی جاتی تھی۔ مگر خاص "پرہیزگاری" نہیں تھی۔ اسی طرح باہم للّٰہی محبت بھی پائی جاتی تھی۔ مگر "خاص للّٰہی محبت" نہیں تھی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کی دیانتداری ملاحظہ ہو۔ وہ ایک طرف تو ۱۸۹۳ء کی ایک تحریر کو ۱۹۳۶ء کی جماعت احمدیہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف سرے سے جماعت احمدیہ کے اکثر لوگوں میں اہلیت۔ تہذیب۔ پاک دلی پرہیزگاری اور باہم للّٰہی محبت کے پائے جانے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ اور اس کی بنیاد مندرجہ بالا عبارت پر رکھتے ہیں۔ حالانکہ زیر بحث عبارت میں اس کا ذکر تک نہیں۔ ہمارے اس استدلال کا کہ ان سطور میں جماعت احمدیہ کی اکثریت کے خراب [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی اشتہار میں جہاں جماعت احمدیہ کے افراد کی بعض کمزوریوں کا ان کی اصلاح کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ وہاں بجائے "اکثر" کے بعض کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ **بعض حضرات** جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے ہی کج دل ہیں۔" اسی طرح فرماتے ہیں۔

"بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں۔ اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے **بعض لوگوں میں نہیں**۔"

پس زیر بحث اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز جماعت احمدیہ کے اکثر لوگوں کی خرابیوں کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ بعض لوگوں کی خرابیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور اکثریت کے متعلق آپ کا جو ارشاد ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ مہذب پاک دل۔ پرہیزگار اور للّٰہی محبت رکھنے والے ہیں۔ ہاں چونکہ اپنی جماعت کا قدم آپ بہت زیادہ بلند مقام پر دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ نے نصیحت فرمائی۔ کہ جماعت کے لوگوں کو پرہیزگاری اور پاک دلی اور للّٰہی محبت میں خاص نمونہ دکھانا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب لوگوں سے بیعت لینی شروع کی۔ تو اسی وقت فرمادیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلائے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خاص گروہ ہوگا۔ اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زلیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ دُنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائینگے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہرینگے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"
(اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء)

پس چونکہ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض یہ تھی۔ کہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ شعار لوگوں کی ایک جماعت قائم کی جائے۔ جو دُنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور وہ اسلام کے لئے برکت و عظمت کا موجب ہو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے افراد کا قدم روحانیت کی دوڑ میں اور زیادہ تیز کرنے اور انہیں الٰہی قرب کے غیر متناہی مراتب کے لئے مسلسل تگ و دو کرتے چلے جانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی تک جماعت کے اکثر لوگوں نے خاص پرہیزگاری خاص پاک دلی اور خاص اہلیت پیدا نہیں کی جس کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیئے۔

پس اس میں ہرگز جماعت احمدیہ کی اکثریت کی خرابی کا ذکر نہیں۔ بلکہ ان کی پاکیزگی اور پاک دلی کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں اپنے قدم کو اور زیادہ تیز کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ تا وہ تقوےٰ اور طہارت کے بلند مینار پر پہونچ جائیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی دیانتداری کا یہ عالم ہے۔ کہ وُہ یہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ کہ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد کی خرابی کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو روحانیت کے جس اعلےٰ مقام پر دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کا پتہ اس امر سے بھی لگ سکتا ہے۔ کہ کشتی نوح کے آخر میں آپ فرماتے ہیں۔

"اب میں ختم کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو۔ اور **تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو۔ کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ۔ اور زمین اس نور سے روشن ہو۔ جو تمہارے رب سے تمہیں ملے**۔"

پس چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مقدس جماعت کے افراد کو زمین کے ستارے بنانا چاہتے تھے۔ تا دُنیا ان کی اقتداء اور پیروی کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آپ ایک مصلح اعظم ہونے کی حیثیت میں جماعت کے بعض افراد کو ان کے نقائص کی طرف توجہ دلاتے اور باقیوں کو ترغیب دیتے کہ وہ پاک دلی اور پرہیزگاری میں خاص نمونہ دکھائیں۔ ایسا نمونہ جو انہیں باقی مسلمانوں پر فائق اور برتر ثابت کرنے والا ہو۔ اسی لئے زیر بحث اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے انہیں بعض نصائح فرمائیں۔ مگر ان سے جماعت احمدیہ کے افراد کی اکثریت کی خرابی کا استدلال قطعًا نہیں کیا جاسکتا۔ جماعت کی اکثریت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اللہ تعالےٰ کی رضا کی حامل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ ارشادات پر عمل کرنے والی ہے۔ اور اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ متعدد تحریرات گواہ ہیں۔ جو "الفضل" کے سابقہ مضامین میں درج ہو چکی ہیں۔ اور جن کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے چھوا تک نہیں ؎



# احباب قادیان سے برادرانہ شکوہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی موٹر پر پچھلے دنوں جبکہ کوئی چیز پھینکی گئی۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک مخلص بھائی نے حسب ذیل شکوہ لکھا ہے جس کے متعلق ہم یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ قبرستان کے مقدمہ کے متعلق لوگ اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار تھے۔ مگر حکام نے نہیں مانا۔

صاحب موصوف لکھتے ہیں۔" افسوس ہمارا حفاظتی عملہ والنٹیرز اس خاص حصہ گلی میں پہرہ نہیں لگا سکا۔ اور حملہ آور کو نہ پکڑ سکا۔ غمزدہ دل سے دعائیں نکل رہی ہیں اور سوچ رہا ہوں کہ کس طرح ہم اس بدترین شرارت کو روکیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں۔ کہ ہم جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حضور کا حکم روک رہا ہے۔ ہماری صلح جو اور صبر اور برداشت کی تلقین کرنے والی تعلیم ہمارے ہاتھ بند کر رہی ہے۔ ورنہ یہ ہو جائے وہ ہو جائے۔ ایسا کہنا اور اخباروں میں لکھنا بالکل بے سود ہے۔ جیسا کہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ میری تو غرض جماعت کے احباب سے یہ ہے۔ کہ سوائے اظہار اور تبلیغ احمدیت کے علاوہ اگر کچھ کیا جائے تو وہ محض دعائیں ہیں۔ یہ کہنے اور ڈینگیں مارنے کا کیا فائدہ۔ کہ ہماری تعلیم روکتی ہے۔ ورنہ ہم یہ کر دیں اور وہ کر دیں۔ خاک کر دیں قادیان والے ہزاروں احمدی قبرستان میں چند احراریوں کو بازوؤں سے پکڑ کر علیحدہ نہ کر سکے۔ اور خواہ مخواہ مقدمہ چھیڑ لیا۔ اور کسی ایک غیر تربیت یافتہ احمدی نے اگر اشتعال میں مدافعانہ رنگ میں کسی شریر کو مارا۔ تو کیوں تا حال اپنے آپ کو پیش نہیں کر دیا۔ اس وقت صرف دعائیں اور تبلیغ اور قربانیاں ہی ہمارے جائز ہتھیار ہیں یہی ہم کریں۔ ہمیں فکر اور گھبراہٹ خدا کے فضل سے نہیں ہے۔ افسران حکومت اور ہم پر ظلم کرنے والے ہماری تبلیغ کو روکنے والے سب قابل رحم ہیں۔ ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ کہ ہم دُنیا کے حقیقی خیر خواہ اور سچے خادم ہیں ؎

# آیت "خاتم النبیین" اور غیر احمدی علماء کے تراجم

غیر احمدی علماء آیت خاتم النبیین کے معنے ختم کرنے والا کر کے یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حالانکہ لفظ خاتم بفتح تاء اسم فاعل نہیں۔ بلکہ "عالَم" مایعلم بہ کی طرح اسم آلہ ہے۔ کیونکہ اسم فاعل کا عین کلمہ مکسور ہوتا ہے۔ اور "خاتَم" کا مفتوح ہے۔ جس کے معنے ہوں گے مایختم بہ یعنے جس سے مہر لگائی جائے۔ سو اس لحاظ سے ہم اس آیت کا علاوہ دیگر مطالب کے یہ مطلب بھی سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔ آپ کی مہر کے بغیر کوئی شخص نبوت کے مقام تک نہیں پہونچ سکتا۔ بلکہ نبوت کے درجہ کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ کی کامل پیروی کرے بلکہ فنافی الرسول ہو جائے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں بجز پیروی حضور علیہ السلام مقام نبوت حاصل کر لوں۔ تو یہ بالکل محال اور ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے ہم شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پیش کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس آیت کا ترجمہ "نبیوں کی مہر" کیا ہے۔ جس کو اب غیر احمدی علماء نے یہودیانہ تحریف کرتے ہوئے بدل دیا ہے۔ اور اس ترجمہ کی آئندہ طباعتوں میں بجائے "مہر" کے "ختم کرنے والا" لکھ دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جس طرح اہل کتاب کی تحریف کو ظاہر کر دیا۔ اور کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ان کی تحریف بھی وہ پوشیدہ نہیں رہنے دیتا۔ اور انہیں مجرم ثابت کرنے کے لئے اور سامان نکل آتے ہیں۔

۱۸۹۸ء میں ایک حمائل شریف جو مطبع مصطفائی دہلی میں باہتمام محمد سعید خلف جناب منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی چھپی۔ اور جس کا ترجمہ منشی ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے کیا ہے۔ اس میں زیر آیت خاتم النبیین انہوں نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کہ

"محمد صلے اللہ علیہ وسلم باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے نبیوں پر"

جو غیر احمدی ہمارے ترجمہ یعنی خاتم بفتح تاء اسم آلہ مہر کے معنوں میں استعمال کرنے کو جھٹلاتے ہیں۔ انہیں اس حمائل کے ترجمہ پر غور کرنا چاہیئے۔ اس حمائل کے سرورق پر لکھا ہے۔ اس حمائل کی تصحیح میں بہت ہی کوشش سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ جن علماء نے اس ترجمہ پر نظرثانی کی ہے۔ مولوی محمد ممتاز علی صاحب مہاجر مکی نے آخر میں ان کے نام بھی مع دستخط درج کئے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

(۱) میں نے اول سے آخر تک اس حمائل شریف کی تصحیح کی۔ اس میں کوئی غلطی نہیں پائی۔ دستخط۔ مرزا حافظ محمد نواب صاحب۔

(۲) میں نے اول سے آخر تک اس کو دیکھا ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ دستخط مولوی محمد محی صاحب

(۳) میں نے اول سے آخر تک (صحت) کی ہے۔ دستخط مولوی حافظ احمد سعید صاحب۔

(۴) میں نے اول سے آخر تک (صحت) کی ہے۔ دستخط۔ مولوی فتح علی صاحب

(۵) میں نے اول سے آخر تک (صحت) کی ہے۔ دستخط حافظ عبد الغنی صاحب

(۶) میں نے اول سے آخر تک (صحت) کی ہے۔ دستخط مولوی حافظ محمد مشتاق علی صاحب

(۷) خاکسار نے اس کے اہتمام میں پوری پوری کوشش سے کام لیا ہے دستخط حافظ مولوی عبد المغنی صاحب

اس سے ثابت ہے کہ یہ علماء بھی اس آیت میں لفظ خاتم بفتح تاء اسم آلہ ہی سمجھتے تھے۔ اور ختم کرنے والا نہیں۔ بلکہ اس کے صحیح معنے مہر ہی کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو شب و روز اس شور سے آسمان سر پر اٹھائے رکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی منکر ہے۔ وہ غور کریں۔ کہ کیا ان کا یہی الزام ان کے بعض علماء کرام پر عائد نہیں ہوتا۔

خاکسار محمد صدیق مولوی فاضل "جامعہ" قادیان

## دھوکہ سے بچیں

متعدد رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے۔ ایک شخص مسمی فضل الٰہی حکیم ولد مہتاب دین قوم میراثی ساکن تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالہ جس کا حلیہ یہ ہے۔ درمیانہ قد۔ سانولا رنگ۔ مشبہ داڑھی۔ عمر قریب ۴۰ - ۴۵ سال۔ یہ شخص بظاہر بڑا پرہیزگار و شیریں زبان معلوم ہوتا ہے۔ لسانی اور چرب زبانی سے یہ وعدہ کر کے کہ تجارت کر کے معقول منافع دے گا۔ اجنالہ۔ امرتسر۔ کراچی وغیرہ شہروں سے لوگوں کو دھوکہ دے کر ہزاروں روپیہ احمدیوں اور غیر احمدیوں سے وصول کر کے ہضم کر گیا ہے۔ دوست اس کو احمدی سمجھ کر ظاہری شکل و شباہت سے فوراً دھوکہ میں پھنس جاتے ہیں پس احباب آگاہ رہیں۔ اور دھوکہ سے بچیں

ناظر امور عامہ قادیان

# تحریک جدید کا پندرھواں مطالبہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ العالی نے تحریک جدید کے پہلے مطالبہ پر جو "ذکر و فکر" بذریعہ الفضل لکھا ہے۔ اسے پڑھ کر بے حد اثر ہوا۔ آنمکرسے زور قلم اور زیادہ "میرا خیال ہے اگر نفسیات کی روشنی میں تحریک جدید کے باقی مطالبات پر بھی اسی طرح کے مضامین سپرد قلم کئے جائیں تو بے حد مفید ثابت ہوں۔ اور لکھنے والوں کے لئے ثواب دارین کا موجب۔

حضرت میر صاحب کا مضمون پڑھ کر میرے دل سے بے اختیار ان کے لئے دعائیں نکلیں۔ اور جہاں تک میں نے ان کے ارشادات کے دلنشین اثر کا ذکر کیا ہے۔ سب کو بڑھ چڑھ کر دیکھتا تو پایا ایک بزرگ تو بتلاتے تھے۔ کہ وہ پڑھ کر آبدیدہ ہوگئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت میر صاحب موصوف ایسے قیمتی اور فیض رساں وجود کو عرصہ دراز تک زندہ و سلامت باکرامت رکھے۔ اور ان کے درجات میں بیش از بیش ترقیات بخشے۔ آمین۔

لیکن اس شکریہ احسان و مجسم فیضان انسان کے لئے جس نے اللہ تعالیٰ کی سمجھائی ہوئی تحریک جدید اور اس کے تمام مطالبات کو اس خاص زمانے میں محض ہماری فلاح و بہبودی کے لئے ہم تک پہنچایا۔ کونسی دعا ہے جو نہ کی جا سکے۔ مذہبی۔ تجارتی۔ قومی۔ اور سیاسی تحریکیں دنیا کے اندر پیدا ہوتی رہی ہیں۔ اور پیدا ہوتی چلی جائیں گی لیکن خدا تعالیٰ کے خلیفہ۔ اس زمانے کے روحانی خزانوں کے بادشاہ اور عالم کے استاد اور واحد رہنما نے جو تحریک جدید کے مطالبات ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ وہ بادی النظر میں اس وقت کتنے ہی معمولی کیوں نہ معلوم ہوں ایک زمانہ آئے گا اور دنیا دیکھے گی کہ وہ تاریخ انسانی کا ایک گرانقدر اور قابل فخر باب ہیں۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ

میں نے چاہا کہ کسی مطالبہ کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کروں۔ اور اس کے لئے میں نے تحریک جدید کے پندرھویں مطالبہ کا انتخاب کیا۔ جب بھی میں ان مطالبات کی حکمت اور اہمیت پر غور کرتا ہوں۔ میری نظر میں یہ مطالبہ سب سے زیادہ نمایاں صورت میں سامنے آجاتا ہے۔ شاید میرے ذاتی تجربہ اور رجحان کو اس میں دخل ہے۔ بہرحال اس حقیقت میں احمدی تو احمدی کسی غیر کو بھی کلام کی گنجائش نہیں کہ کسی قوم کے افراد میں بیکاری ایک لعنت ہے جو خود اختیاری ہے۔ بالخصوص ہمارے نوجوان طبقہ میں کہ جس سے مستقبل کی امیدیں وابستہ ہیں۔ بیکاری۔ آرام طلبی۔ کسلمندی۔ اور کام سے عار کا پیدا ہونا سخت خطرناک اور افسوسناک ہے وہ والدین جو اپنی اولاد کے بیکار رہنے کا یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ملازمت نہیں ملتی۔ اس وجہ سے بیکاری کے نتائج سے لاپرواہ ہیں۔ میری رائے میں نہ صرف اولاد بلکہ قوم اور سلسلہ پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ ایسے دوستوں کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ضروری نہیں کہ ملازمت ہی ہو بلکہ خود کام پیدا کیا جائے اور نوجوانوں کو خود کام پیدا کرنے کا ہنر سکھلایا جائے بیکار بیٹھنا تو بہرحال گناہ سمجھنا چاہیئے۔

راقم الحروف نے بمبئی میں مشاہدہ کیا ہے کہ کام خود پیدا کیا جا سکتا ہے ہاں اس کے لئے عزم۔ اور سخت محنت کی ضرورت ہے جستجو کی ضرورت ہے پھر اللہ تعالیٰ خود برکت دیتا اور کامیابی عطا کرتا ہے۔ ایک انگریز مصنف کا قول ہے۔ Where there is a will, there is a way. یعنی جو کسی کام کے کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے وہ اس کے پورا کرنے میں کامیابی کا راستہ پا ہی لیتا ہے۔ کہتے ہیں ضرورت ایجاد کی ماں ہے اور جن کو اشد ضرورت ذریعہ معاش کی ہوتی ہے وہ آخر کار اسے حاصل بھی کر ہی لیتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ اس میں ابتداءً محنت اور تگ و دو ضرور کرنی پڑتی ہے تجارت کا پہلا قدم معمولی قابل فروخت اشیاء کا بنانا یا بنی بنائی خرید کر کے بیچنا ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے سرمایہ اور محنت ہر دو کی ضرورت ہے جتنا سرمایہ کم ہو۔ اسی قدر محنت کا مطالبہ زیادہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر سرمایہ بالکل ہی نہ ہو۔ تو بھی بعض کام ایسے ہیں کہ جس قدر محنت ان کے لئے ضروری ہے۔ کرنے سے انسان بالآخر کامیاب ہو جاتا ہے دنیا میں نمایاں ترقی اور عروج دراصل ایسے ہی لوگوں نے حاصل کیا ہے۔ جو ابتداء میں قریب قریب اسی قسم کے تھے۔

پس وہ تمام نوجوان جو بیکار ہیں محنت و استقلال کو پلے باندھ کر کوئی بھی کام شروع کر دیں۔ بیکاری کے نتائج سے بہرحال انشاء اللہ تعالیٰ بہتر رہیں گے

ہندوستان و بیرون ہند کے تمام احمدی بزرگوں سے درخواست ہے کہ وہ بیکاری کو دور کرنے کے ذرائع پر وقتاً فوقتاً بذریعہ "الفضل" نوجوان طبقہ کو بالخصوص مستفید فرماتے رہیں۔ اور خاص طور پر تجارت کی ایسی راہیں دریافت کریں اور ان کی طرف توجہ دلائیں جو قوم کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہوں۔ انفرادی ترقی ہی اجتماعی ترقی کا نام ہے۔ امید ہے بزرگان سلسلہ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔ اور ایسے اہم معاملہ میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں گے۔

ایسے احمدی نوجوان جو بیکار ہوں لیکن محنت سے عاری نہ ہوں اور کام پر لگنے کی خواہش رکھتے ہوں خاکسار کو اپنے کوائف و حالات سے مطلع فرمائیں بندہ ان کے سامنے ایسی تجاویز پیش کرے گا۔ جن کے مطابق وہ اپنے اوقات و محنت کا بہترین استعمال کر کے ضرور انشاء اللہ فائدہ اٹھائیں گے جواب کے لئے ٹکٹ ارسال کرنا ضروری ہے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

The Managing Director the Master Trader
P.O. Box No 3005 Bombay 3

## جماعت احمدیہ چمبہ کا تبلیغی جلسہ

۲۰ ستمبر کو جماعت احمدیہ چمبہ کا ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مولوی محمد شاہ صاحب نے تقریر کی ازاں بعد ملک محمد عبداللہ صاحب مبلغ سلسلہ نے ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس میں غیر احمدی مولویوں کے اعتراضات کے جوابات اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو وضاحت سے بیان کیا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا۔ ریاست چمبہ میں جماعت احمدیہ ایک نئی جماعت ہے اور اس کے پاس کوئی جگہ جلسہ کرنے کے لئے نہیں۔ اور ریاست کی جانب سے یہاں تک سختی ہے کہ یہاں پر تبلیغی اشتہار لگانا بھی منع ہے اس لئے یہ جلسہ ایک پرائیویٹ جگہ میں کیا گیا۔ اس کے متعلق بھی بعض لوگوں نے کوشش کی کہ جلسہ نہ کر سکیں اور

# فلسطین میں برطانیہ کی پالیسی کے خلاف ایک سرکردہ انگریز کی آواز

مندرجہ ذیل مضمون اس مضمون کا ملخص ہے۔ جو مسٹر آرنسٹ بینٹ رکن پارلیمنٹ نے نائینٹینتھ سنچری کی ستمبر کی شیوع میں لکھا ہے

گذشتہ بڑے دنوں کے موقعہ پر مجھے چھٹی دفعہ فلسطین جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ سب سے پہلے میں وہاں جنگِ عظیم سے قبل گیا تھا۔ یہ وہ دن تھے جبکہ ذرائع آمد و رفت ابھی اس قدر وسیع نہ تھے۔ اور مسافروں کو گھوڑوں پر چھولداریوں سمیت سفر کرنا پڑتا تھا۔ اب بھی ان دنوں کی یاد سے میری آنکھوں کے سامنے خوشگوار واقعات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

اس وقت فلسطین ترکوں کے زیر سایہ تھا۔ اور سارے ملک کا نظم و نسق قائم رکھنے کے لئے آدھی بٹالین سے زیادہ فوج کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ مسلمان یہودی اور عیسائی بھائی بندوں کی طرح شیر و شکر ہو کر رہتے تھے بہت کم ٹیکس ہوتے تھے۔ جن کا بار کبھی کسی نے محسوس نہ کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ بعض اوقات ترکوں کو انصاف پسندی میں شدت سے کام لینا پڑتا تھا۔ لیکن بحیثیت مجموعی لوگوں کی زندگی آرام اور سکون سے گزرتی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آج کی نسبت فلسطین کے لوگ اس وقت زیادہ خوشحال تھے۔

## جنگِ عظیم سے پیشتر

ترکوں کے ماتحت عرب لوگوں کو استنبول کی پارلیمان میں دو نمائندے بھیجنے کا اختیار تھا۔ اور خود فلسطین کے بڑے بڑے شہروں پر منتخب نمائندوں کے ذریعہ حکومت کی جاتی تھی۔ جنگِ عظیم کے بعد فلسطین کو ان ملکوں میں شمار کیا گیا۔ جو ترکی سلطنت کا ایک حصہ تھے۔ اور ترقی کی اس منزل پر پہونچ چکے تھے۔ جہاں ان کی خود مختارانہ ہستی کو مشروط طور پر تسلیم کر لئے جانے میں کوئی عذر نہ ہو۔ لیکن ان کا نظم و نسق انتداب کے تحت اس عرصہ تک رہے۔ جب تک کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو سکیں۔ نومبر ۱۹۱۸ء میں جنرل النبائی نے فرانسیسی اور برطانوی حکومتوں کے چشم و ابرو کے اشارہ پر ببانگِ دہل اس امر کا اعلان کر دیا۔ کہ دولِ متحدہ کا نظریہ یہ ہے۔ کہ شرق میں قومی حکومتوں کے قیام کے خواب کو بہت جلد شرمندہ تعبیر کیا جائے۔ اور ان حکومتوں کے استحکام کا راز ان ملکوں کی آبادیوں کی آزادانہ نمائندگی میں مضمر ہو گا۔

اعلان بالفور ۱۹۱۷ء میں کیا گیا۔ یہ بعد تباہ کن اور شر انگیز اعلان تھا۔ مسٹر سٹین کے مندرجہ ذیل الفاظ اس اعلان کی لغویت اور ناعاقبت اندیشی کے پہلوؤں کو بے نقاب کر دیں گے۔

یہ تین سالہ جنگ کی افراتفری کی پیداوار ہے۔ جبکہ سیاسی فضا میں ہیجان و اضطراب کی بجلیاں کوند رہی تھیں۔ یہودیوں کا بھی اس وقت ہماری طرح دماغی توازن بگڑا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اس اعلان کے وہ معنے نکال لئے۔ جو اس کا ہرگز مقصد و منشاء نہ تھے

## بالفور کی غلط فہمیاں

بشپ آف مانچسٹر اور مسٹر گارسٹانگ جیسی مقتدر ہستیاں اس خبر کی ذمہ وار ہیں کہ مسٹر بالفور نے گفتگو کے دوران میں ان دونوں اشخاص کے سامنے اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ کہ اسے اس امر سے مطلقاً آگاہی نہ تھی۔ کہ فلسطین کی آبادی عربوں کی اکثریت پر مشتمل تھی۔ اور نیز کہ اس کا خیال تھا۔ کہ ترکوں کے اخراج کے بعد تمام ملک قطعاً خالی پڑا تھا۔ جس کی وسعتوں میں یہودیوں کو سر چھپانے کے لئے جگہ مل سکتی تھی۔

برطانیہ اس اعلان کے مطابق اپنے تمام عہد و پیمان کو ایمانداری سے نباہ چکا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی شخص بھی ابداً انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آج فلسطین میں برطانیہ کے طفیل یہودیوں کے قومی وطن کا خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا ہے۔ اور اگر آج ان کا داخلہ مطلقاً بند بھی کر دیا جائے۔ جب بھی ساڑھے تین لاکھ یہودیوں کا اس ملک میں اپنی یونیورسٹیوں اور تمدن و تہذیب کے ساتھ آباد ہو جانا زبردست کامیابی ہے۔

## یہودیوں کے عزائم مشؤمہ

اب مصیبت یہ ہے کہ یہودی فلسطین کو اپنا قومی وطن بنانے پر ہی قانع نہیں۔ بلکہ وقت بے وقت ان پر یہ جنون بھی سوار رہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح فلسطین میں یہودیوں کی اکثریت اور حکومت بھی قائم ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مجلس مقننہ کے قیام اور شاہی کمیشن کے قیام اور عرب زمینداروں کے تحفظ کی تدابیر کو ٹھکرانے میں پیش پیش رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر فلسطین میں ہمارے داخلہ کی بڑھتی ہوئی رو اسی طرح جاری رہی۔ تو وہ دن دور نہیں جب ہم اس ملک میں اکثریت بن کر دندنائیں گے اور عربوں کو ہماری طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہو گی۔

یہودی ان چالوں میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں مسٹر چرچل جیسے جنادری رجعت پسند کو بھی یہ اعلان کرنا پڑا تھا۔ کہ قومی وطن سے یہ مراد نہیں۔ کہ فلسطین کو مکمل طور پر یہود کا وطن بنا دیا جائے۔ اور نہ ہی اس کا یہ مقصد ہے۔ کہ اسے کلی طور پر یہودیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مقصد صرف اس قدر ہے۔ کہ موجودہ یہودی آبادی کی توسیع میں کوئی روکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ مسٹر چرچل کی ان تصریحات کو یہودیوں کی کانگرس نے بھی تسلیم کیا تھا لیکن اس کے فوراً بعد ہی اس کو فراموش کر دیا گیا۔ اب تو برملا وہ کہتے ہیں۔ کہ فلسطین سے یہودیوں کے قومی وطن کے وہی معنے ہیں۔ جو انگلستان سے انگریزوں کے قومی وطن یا کینیڈا سے کینیڈا والوں کے قومی وطن کے معنے ہیں۔

مجھ سے خود ایک امریکن یہودی نے کہا تھا۔ کہ ہمارا زاویہ نگاہ یہ ہے۔ کہ جس طرح جمعیۃ الاقوام میں ہر قوم اور ملک کے نمائندے اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہودی بھی فلسطین کی طرف سے اپنے جھنڈے کے ساتھ جمعیۃ الاقوام میں دوسری اقوام کے دوش بدوش بیٹھ سکیں۔ ایک اور یہودی کے اس دعوے نے تو ان کی چالوں کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔ یہودی امپیریلزم ہر اس قوت کے تحت پھل پھول سکتی ہے جو عربوں کے ساتھ خس برابر بھی ہمدردی نہ دکھائے۔ بلکہ انہیں اپنے آہنی پنجہ کی گرفت میں اس طرح دبائے رکھے۔ کہ وہ ہمارے خلاف کوئی اقدام نہ کر سکیں۔

## عربوں کی کشادہ دلی

اعلان کے ابتدائی ایام میں عربوں نے یہودیوں کو خیر مقدم کہنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ اور ان سیدھے سادے لوگوں کو اس بات کا مطلقاً احساس نہ ہوا۔ کہ یہ انگلی پکڑتے پکڑتے پہونچہ پکڑنے لگیں گے۔ لیکن یہودیوں کی عیارانہ چالیں بہت دیر تک پردہ راز میں نہ رہ سکیں۔

شاہی کمیشن نے ۱۹۲۹-۲۳ء کی صورت حالات پر جبکہ یہودیوں کے داخلہ کی اوسط فی سال ۸۰۰۰ تھی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ "ناقابل تردید شہادتیں اس امر پر صاد ہیں کہ ۱۹۲۲ء کے اعلان (جس کا منشاء یہ تھا کہ ملک میں یہودیوں کا داخلہ وہاں کے اقتصادی ذرائع کے تناسب تک محدود رہنا چاہیئے) کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے"۔ ان خدشات کی تصدیق سر جان ہوپ سمپسن اور مسٹر لیوس فرنچ نے بھی کی۔ جن کی رپورٹیں ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئیں۔ ان کھلی کھلی شہادتوں کے باوصف ہائی کمشنر نے یہودیوں کے دباؤ کے زیر اثر ۱۹۳۳ء میں ۳۱۰۰۰، ۱۹۳۴ء میں ۴۲۰۰۰ اور ۱۹۳۵ء میں ۶۲۰۰۰ یہودیوں کو سرزمین فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت دی۔

## برطانوی پارلیمان کا رویہ

۲۴۔ مارچ کو برطانوی پارلیمان کی رپورٹ نے تمام فلسطین میں حیرت و استعجاب کی لہریں دوڑا دیں ہر وہ شخص جس سے مجھے اس ضمن میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

پارلیمنٹ کے مقرروں کی لاعلمی تعصب اور جانبداری کی شکایت زبان پر لاتا تھا۔ تمام لوگ خواہ وہ تاجر تھے یا سرکاری نوکر۔ سپاہی تھے یا پیشہ ور۔ برطانوی تھے۔ یا امریکن۔ جرمن تھے یا عرب۔ یہودیوں کی ریشہ دوانیوں اور حیرت انگیز چالوں کے معترف تھے۔ کہ انہوں نے کس طرح پارلیمنٹ کے ارکان کو مسحور کر لیا۔ اور کس طرح ذی اثر اصحاب پر ڈورے ڈال لئے۔ عربوں کے دل برطانوی پبلک کی سرد مہری اور پارلیمان کے ارکان کی جانبداری سے چھلنی ہو گئے۔ انہیں یہ یاد کر کے کہ کس طرح برطانوی حکومت کے منتخب کردہ کمیشنوں کی سفارشات کو درخورِ اعتنا قرار نہیں دیا گیا۔ اور بھی سخت صدمہ ہوا۔ اور یہ واقعہ یاد کر کے کہ مزدور حکومت کے وزیر مستعمرات لارڈ پاس فیلڈ کی محتاط تجاویز کو یہودیوں کے اثر و رسوخ نے نقشِ باطل بنا رکھا ہے۔ ان کے زخم اور بھی گہرے ہو گئے لیکن باوجود ان دل گرفتگیوں کے عربوں کی چھ پارٹیوں میں سے پانچ نے مجوزہ مجلس مقننہ کی شرائط کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور یہ انہوں نے اس وقت تسلیم کیا۔ جب کہ یہودیوں کے داخلہ کی رَو اسی شدت سے جاری تھی۔ اور اس مسئلہ کو محفوظ مضمون قرار دیا گیا تھا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ چھٹی پارٹی نے ان شرائط کو ماننے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد اب پھر یہودیوں کے اثر و رسوخ کی اندوہناک کہانی کا اعادہ کیا گیا۔ اور اس وقت جب کہ تمام مسلم اور عیسائی آبادی یہودیوں کے داخلہ کے سوال پر انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔ ۴۵۰۰ یہودیوں کو مزید داخلہ کی اجازت دے دی۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ اس وقت بھی گذشتہ اجازت ناموں سے ۰۰۰۰ یہودیوں کے داخلہ کی گنجائش تھی۔ مزید داخلہ کی اجازت عربوں کے نزدیک چیلنج تھا جسے انہوں نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا۔

## عربوں کے خدشات

اس بات پر کسی کو متعجب نہیں ہونا چاہئے کہ جب تک یہودیوں کے داخلہ پر پابندیاں عاید نہ کی جائیں گی۔ عربوں کو یہ خدشہ لاحق رہے گا۔ کہ وہ اپنے ملک میں جلد یا بدیر اقلیت میں تبدیل ہو جائیں گے۔ دھمکی اور اعلانوں کے علاوہ حکومت کی بے رحم حکمت عملی بھی ان کو پیس رہی ہے اس کے علاوہ آرڈی ننسوں کے باعث جتنی تعداد یہودیوں کے داخلہ کی مقرر کی جاتی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر گھس آتے ہیں اور نقل و حرکت کے تمام قوانین کو پس پشت ڈال دیتے ہیں حکام آئے دن یہودیوں کی دیدہ دلیریوں کے خلاف شکایت کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے خلاف کسی قسم کے اقدام سے مجبور رہیں گذشتہ دنوں جب جافہ میں ممنوعہ ہتھیاروں کی ایک پیٹی دستیاب ہوئی تھی تو حکومت نے مجرموں کو جانتے کے باوجود ان سے اغماض کیا اور مایوس عربوں کے سامنے آئے دن یہود نوازی کے مظاہرے پیش کئے جاتے ہیں چار مہینہ کا عرصہ ہوا کہ سر ہربرٹ سیموئیل نے اعلان کیا تھا کہ میری رائے میں اگر فلسطین کی تمام اقتصادی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے۔ تو اس میں یہود کی موجودہ آبادی سے دو تین گنا یہودی اور آباد کئے جا سکتے ہیں۔" جس کا بالفاظ دیگر یہ مطلب ہے کہ یہودیوں کی اکثریت کے خواب کی تعبیر پیش کی جائے۔ چہ خوب!

مزید برآں ہائی کمشنر کا یہ تجویز کردہ حق پسند قانون کہ ایک خاندان کے گذارہ کے لئے کم از کم زمین کی تعداد مقرر کر دینی چاہئے۔ یہودیوں کی چالوں سے دست برد ہو چکا ہے۔

## شاہی کمیشن کا قیام

یہ ظاہر ہے کہ شاہی کمیشن کی تحقیقات میں سب سے اہم شق یہودیوں کے داخلہ پر پابندیوں کے متعلق ہونی چاہئے اس کے علاوہ فلسطین میں یہودیوں کی مزید کھپت کے امکان کے لئے اس ملک کے تمام اہم اعداد و شمار بھی لئے جانے چاہئیں تعجب ہے کہ فلسطین جیسے چھوٹے سے ملک کے صحیح اعداد و شمار کیوں میسر نہیں ہو سکتے ہائی کمشنر کی بہت سی مشکلات ہیں سب سے اہم مشکل اعداد و شمار کی کمیابی بھی ہے اگر وثوق سے معلوم ہو سکے کہ فلسطین میں قابل زراعت زمین کتنی ہے تو بہت سی مشکلات کا حل ہو سکتا ہے۔

## تجاویز

فلسطین میں یہودیوں کے مزید داخلہ پر سخت پابندیاں عاید کی جائیں۔ یا اسے بالکل بند کر دیا جائے۔ وہ جو کہ دہی سے داخل ہونے والوں کے خلاف شدید تعزیر قائم کی جائے۔ اگر اب پھر ہم نے یہودیوں کے اثر و رسوخ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ تو یہ ممکن ہے۔ کہ ہم اپنی قوت کے بل بوتے پر مایوس عربوں کو توڑ مروڑ کر رکھ دیں۔ آخر وہ بے چارے ہماری قاہرانہ یلغار کے آگے کب تک ٹھہر سکتے ہیں۔ لیکن اس تشدد کا کوئی مستقل نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔ اس وقت بھی فلسطین میں پیدل فوج کی اتنی تعداد موجود ہے جس قدر ہم نے مصر میں لیبیا کے مفروضہ حملہ کی مدافعت کے لئے انتہائی کر دی تھی۔ اس کے علاوہ حال ہی میں جنرل ڈل کے ساتھ بارہ ہزار مزید فوج کے دستے فلسطین میں روانہ کئے گئے ہیں۔"

ہماری فوجیں آسانی کے ساتھ فرائض کی تکمیل میں عربوں کے مکانوں کو نذرِ آتش کر سکتی ہیں۔ ان کے مویشیوں کو ان سے چھین سکتی ہیں۔ اور باغیوں کو قتل کر سکتی ہیں۔ لیکن اس کا کوئی مستقل اثر نہ ہوگا غریب عرب سینہ تان کر اپنے دشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ اگر ہم ان کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو بھی ان کی مظلومیت کا افسانہ باقی رہ جائیگا۔ اور مصر، شرق اردن عراق، عرب اور دوسرے مسلمان ممالک جن کی حمایت کی ہمیں اشد ضرورت ہوگی۔ ہم سے بدگمان ہو جائینگے اور جلد یا بدیر ہمیں سخت مخالفت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (انقلاب)

# بیرم پور ضلع ہوشیارپور کے مسلمان مصیبت میں

موضع بیرم پور۔ تھانہ ہریانہ۔ ضلع ہوشیارپور میں آج کل اشتمال اراضیات ہو رہا ہے۔ جہاں کی اکثر آبادی ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ ہندو مالک اراضی ہیں۔ اور مسلمان سوائے راقم الحروف کے جو مالک دموروثی ہے۔ باقی سب کے سب موروثی ہیں۔ پانچ سات گھر غریب مسلمان کمین لوگوں کے ہیں۔ دو نمبردار ہیں۔ سو وہ بھی ہندو سکھ۔ ذیلدار سکھ۔ سب انسپکٹر اراضی ہندو۔ انسپکٹر صاحب اراضیات ہندو۔ اور دیگر افسران بالا سب ہندو اور سکھ ہیں۔ مسلمانوں کا ایک قدیمی قبرستان ہے جو کسی وقت پہاڑی رَو کی وجہ سے برد ہو گیا تھا۔ مگر اب استعمال ہو رہا ہے۔ اس کے برد ہونے کے باعث دوسری جگہ قبرستان بنایا گیا تھا۔ کاغذات مال پٹواری میں دونوں قبرستان درج ہیں۔ مگر اب باوجود مسلمانوں کے واویلا کرنے کے دونوں قبرستان رقبہ زیرِ کاشت میں رکھ کر اور ایک میں سے راستہ نکال کر ہم سے چھین لئے گئے ہیں۔ اور اب ایسی جگہ جدید قبرستان دیا جا رہا ہے۔ جو عین پہاڑی رَو کے راستہ میں ہے۔ جہاں مدفون مُردوں کے پہاڑی رَو سے بہہ جانے اور ان کی بے حرمتی کا ہر آن اندیشہ لگا رہے گا۔ مسلمانوں نے متفقہ طور سے درخواستیں دیں۔ مگر بوجہ ہندوؤں کا زور ہونے کے کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بلکہ بجائے ان کی اشک شوئی کے برسرِ اجلاس دبایا اور ڈرایا گیا۔ کہ تمہارے گھر اور کوٹھے مسمار کر دیئے جائیں گے۔ غلیظ اور فحش گالیاں دی گئیں۔ بعض کو اپنے ہتھے چڑھا کر انگوٹھے لگوائے۔ مسلمانوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ ہم عدالت میں چارہ جوئی کریں۔ مگر چونکہ یہاں ہندوؤں کی کثرت ہے۔ اور محکمہ اشتمال اراضیات کے تمام کے تمام ہندو اراکین ہونے کی وجہ سے ڈر ہے۔ کہ ہمیں جانی و مالی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لہذا ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ہم مسلم اخبارات سے درخواست کریں۔ کہ وہ از راہ کرم افسروں تک ہماری آواز پہنچائیں۔

طالبانِ امداد جملہ مسلمانانِ موضع بیرم پور۔ بقلم خاک رماسٹر محمد علی خان اشرف

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

## بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر چکوال

دعوےٰ یا اپیل دیوانی ۱۳۱ سال ۱۹۳۶ء

بھولا ناتھ ولد شاہ مودی سکنہ تلہ گنگ بنام شیر شاہ ولد محمد نور سکنہ بدھر تحصیل تلہ گنگ

دعوےٰ ۱۹۰ روپے بروئے تمسک

بنام شیر شاہ ولد محمد نور قوم اعوان سکنہ بدھر تحصیل تلہ گنگ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی شیر شاہ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام شیر شاہ مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر شیر شاہ مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۶ ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۹ ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔



دستخط حاکم (مہر عدالت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھوالناصر۔ ھوالشافی

میں مطب نوازی کی صدمایہ ناز و دیرینہ مجرب ایجاد

## "موٹاپا دور"

ہوں۔ وہ لوگ جو مہینہ مہینہ بھر صرف اس لئے کہ ہمارا موٹاپا دور ہو جائے خوراک نہیں کھاتے۔ میں ان کیلئے بلا پرہیز۔ بلا ضرر آب حیات ہوں۔ ہر روز ۶ اونس (۱۵ تولہ) وزن کم کرتا ہوں۔ میرے استعمال سے بعد از ولادت بڑھا ہوا پیٹ بھی اصلی حالت پر آ جاتا ہے۔ میرا استعمال صحت کو بحال رکھتا ہوا جسم پھر تیلا بناتا ہے۔ مجھے زن و مرد استعمال کرکے بفضل خدا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میری کم قیمت غرباء اور امراء کے لئے پسندیدہ ہے۔ میں ریل میں بیٹھ کر دور دور کی سیر کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم مجھ سے ہر ایک بیمار کو شفا حاصل ہو کر خوشی ہے۔ میری قیمت مکمل ایک ماہ کے لئے پانچ روپے محصول ۹ آنے ہے۔

نوٹ۔ مکمل حالات لکھا کریں۔

پتہ مردانہ:۔ مردانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ
پتہ زنانہ:۔ زنانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ

## محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو ؛ اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو ؛ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ اس کو عوام اٹھرا اور اطباء استقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ آپ کی یہ گولیاں ان کے لئے بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ توانا تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۱ ؎ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک گیارہ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکمشت منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔ پتہ۔ عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

## سُرمہ نور (رجسٹرڈ)

سرموں کا سرتاج دنیا میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ قادیان کی بزرگ ہستیاں۔ اطباء ڈاکٹر رؤسا امراء پرزور الفاظ میں تصدیقات فرما رہے ہیں۔ قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ کل امراض چشم میں شرطیہ مفید ہونے کے علاوہ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے عہ قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ
محمد حیات منیجر رفیق حیات
قادیان پنجاب

## نورِ نظر

فرزندِ نرینہ

فرزند نرینہ کے لئے ہم نے ایک کیمیائی نسخہ حاصل کیا ہے جو حضرت حاجی حکیم طبیب شاہی مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خاص عزیز و مخلص دوست عالیجناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو تحریر کیا تھا جہاں جہاں بھی استعمال کیا گیا بے خطا ثابت ہوا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حکیم صاحب کو اس نسخہ پر پورا یقین تھا کیونکہ حضور نے اس نسخہ کے استعمال کیلئے بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ حضور کی دستی تحریر کا ضروری حصہ بغرض فائدہ عام شائع کیا جاتا ہے

اس جگہ نسخہ لکھا ہوا ہے!

نوٹ:۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا

شیخ احسان علی فیضِ عام میڈیکل ہال قادیان

## ضرورتِ رشتہ

ایک کنوارے نوجوان۔ شریف خاندانی۔ مستقل ملازم ڈسٹرکٹ بورڈ سرگودھا۔ تنخواہ بالفعل ۳۰ روپے۔ گریڈ ۵۰ تک کا ہے۔ مخلص احمدی شکل و شباہت موزوں و پسندیدہ خصائل کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں:

میاں محمد سعید کلرک ہیڈ پوسٹ آفس سرگودھا و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سرگودھا

## حبوب بواسیر خونی و بادی

خواہ کتنی ہی پرانی بواسیر خونی یا بادی ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے پندرہ روز میں دور ہو جاتی ہے۔ اور پھر کبھی نہیں ہوتی۔ نہایت مجرب دوا ہے۔ صدہا مریض اچھے ہو چکے ہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھئے۔ قیمت بھی بہت کم ہے۔ صرف دو روپیہ (عہ)

## تریاق جریان

جریان۔ رقت۔ قبض دور کرنے کی اکسیر دوا ہے۔ زیادہ چلنے سے تھک جانا۔ زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں اندھیرا سا معلوم ہونا دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرانا۔ مضمحل رہنا۔ درد کمر۔ پنڈلیوں کا اینٹھنا۔ الغرض انتہائی کمزوری ہونا۔ جملہ شکایات دور کرکے از سر نو جوان خوش رو بنانا اس کا کام ہے۔ معزز دوستو۔ یہ وہ دوا ہے۔ جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوئی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائیں گے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔

ملنے کا پتہ
مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

**قاہرہ** ۱۲ اکتوبر۔ مصری ترکی تجارتی معاہدہ پر آخری دستخط ثبت کرنے کے لئے غازی توفیق رشدی پاشا وزیر خارجہ ترکیہ اس ماہ کے اواخر میں قاہرہ پہنچیں گے۔ حکومت مصر ان کے استقبال کے لئے شاندار طیاریاں کر رہی ہے۔

**لزبن** ۱۲ اکتوبر۔ ہسپانیہ کی اشتراکی حکومت نے فتح سے مایوس ہو کر ۹ ہزار فسطائی قیدیوں کو گولی سے اڑا دیا۔ اور ۲ ہزار فسطائیوں کے مکانات ضبط کر دیئے گئے اور ان کے اہل و عیال کو بھی گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

**دمشق** ۱۲ اکتوبر۔ شامی پارلیمنٹ کی جدید انتخابات کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ مختلف پارٹیاں میدان میں آ چکی ہیں انتخابات جنوری ۱۹۳۷ء میں ہونگے۔

**بغداد** ۱۲ اکتوبر۔ نوری پاشا السعید وزیر خارجہ عراق نے سفر ترکیہ اختیار کرنے سے قبل ایک اخبار کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے ایک بہت بڑے کام کا عزم کر لیا ہے۔ وہ کام اسلامی ممالک کے درمیان اخوت و اتحاد کے معاہدہ کی تکمیل ہے۔ جس کے لئے استنبول میں ایک کانفرنس منعقد ہو چکی ہے جس میں ضروری مسائل طے ہو چکے ہیں اس کانفرنس میں بحری اور فوجی مسائل پر بحث ہوگی جن کے طے ہوتے ہی معاہدہ کا مسودہ شائع کر دیا جائے گا۔

**شنگھائی** ۱۲ اکتوبر۔ نانکن گورنمنٹ اور حکومت مرکزی کے درمیان اختلافات بڑھ رہے ہیں۔ حکومت نانکن نے مرکزی حکومت کو ایک اعلان میں جاپانیوں کا ایجنٹ ظاہر کیا ہے۔

**ماسکو** ۱۲ اکتوبر۔ حکومت روس کے ذمہ وار حکام نے شوشنگ چان آسٹریا کے اعلان ڈکٹیٹرشپ کے متعلق کہا کہ یہ کارروائی مسولینی اور ہٹلر کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں جنگ ناگزیر ہے۔

**ہاربن** ۱۲ اکتوبر۔ جاپانی طیاروں نے چین کی ریلوے لائن پر بمباری کی جس کی وجہ سے ۵۰ چینی ہلاک اور ۲۰۰ مجروح ہوئے۔

**قاہرہ** ۱۲ اکتوبر۔ حکومت مصر نے ۲۰۲۹ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے ان میں سے بعض کے جرمانے بھی واپس کر دئے گئے ہیں۔ جرمانوں کی مالیت ۲۱۶۹ پونڈ ہے۔

**بیت المقدس** ۱۲ اکتوبر۔ چھ ماہ کی ہڑتال کے بعد آج عربوں نے کاروبار شروع کر دیا اور ان کی بسیں چلنے لگی ہیں گذشتہ شب یہودیوں کی نوآبادی میں ایک کنسٹیبل کو نشانہ بندوق بنا دیا گیا۔

**سیویل** ۱۲ اکتوبر۔ روس کی طرف سے اٹلی اور جرمنی کو انتباہ ہو چکا ہے ایک جرنیل نے آلۂ نشر صوت پر یہ اعلان نشر کیا۔ کہ اگر روس نے ہسپانیہ کے اشتراکیوں کی امداد کی تو اٹلی فسطائیوں کو مدد دینے پر مجبور ہوگا۔

**شملہ** ۱۲ اکتوبر۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر چٹو پادھیائے کے جواب میں سر ہنری کریک نے کہا کہ مسٹر سبھاش چندر بوس کو پنڈت جواہر لال نہرو نے جو مکتوب ارسال کیا تھا۔ اسے حکومت نے روک لیا ہے۔ خط میں سیاسی مسائل کا ذکر تھا۔ جس قانون کے ماتحت سبھاش چندر بوس نظر بند ہیں۔ اس میں اس قسم کے خطوط کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

**شملہ** ۱۲ اکتوبر۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب نے ربڑ کنٹرول ایکٹ کا مسودہ ترمیم پیش کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ مسودہ کا مقصد ہندوستان کے قانون کو ربڑ کے متعلق بین الاقوامی قواعد کے مطابق بنانا ہے مسودہ منظور ہو گیا آپ کا پیش کردہ ٹی کنٹرول بل اور چاٹگام پورٹ کے متعلق مسودہ ترمیم بھی منظور ہو گیا۔

**حلب** ۱۲ اکتوبر۔ شبان المسلمین اور علیویوں کی ایک جماعت کے درمیان تصادم ہو گیا۔ دونوں طرف سے ہزار ہا اشخاص اس میں شریک تھے تین اشخاص ہلاک اور ۳۰ زخمی ہو گئے۔ فوج نے آ کر امن قائم کیا

**پٹنہ** ۱۲ اکتوبر۔ چیف جسٹس کی عدالت اور ریلوے سٹیشن پر بم پھٹنے کے حادثات کے سلسلہ میں پولیس نے متعدد مقامات کی تلاشی لی۔ اور دو آدمیوں کو زیر حراست کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گرفتار شدگان میں سے ایک نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا ان حادثات کی ذمہ داری اور کسی پر عائد نہیں ہوتی۔ وہ اکیلا ہی ان کا ذمہ دار ہے۔

**ماسکو** ۱۲ اکتوبر۔ مانچوکو کی جاپانی افواج میں پچاس ہزار سپاہیوں کا مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس خبر سے ماسکو کے سیاسی حلقوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ جمہوریہ روس کے وزیر حربیہ نے اس کارروائی کا عملی جواب دینے کے لئے ایک لاکھ تربیت یافتہ اور جدید آلات حرب سے مسلح سپاہیوں کو مانچوکو کی سرحد پر جمع کر رہا ہے۔

**لاہور** ۱۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بلدیہ لاہور کے ارکان کی اکثریت صدر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کے حق میں ہے۔ اگر عدم اعتماد کی قرارداد منظور ہو گئی۔ اور صاحب صدر علیحدہ کر دیئے گئے۔ تو بیگم شاہ نواز صدر منتخب کی جائینگی۔

**سان فرانسسکو** (بذریعہ ڈاک) مرکزی کیلیفورنیا میں پولیس اور ہڑتالی زمینداروں میں تصادم ہو گیا۔ پولیس نے ہڑتالیوں پر زہریلی گیس چھوڑ دی۔ مسموم ہڑتالی ہسپتال میں داخل کئے جا چکے ہیں۔ ان میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

**بمبئی** ۱۲ اکتوبر۔ مسٹر بی۔ این۔ مترا سابق ہائی کمشنر متعینہ لنڈن آج انگلستان سے یہاں پہنچے۔ نمائندہ پریس سے ملاقات کے دوران میں انہوں نے کہا۔ کہ صحت درست ہو جانے پر وہ ملکی سیاسیات میں حصہ لیں گے۔

**لنڈن** ۱۲ اکتوبر۔ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی سیاحت ترکیہ کے بعد برطانیہ اور ترکیہ کے تعلقات نہایت خوشگوار ہو گئے ہیں ترکی اور برطانیہ کے مابین ایک تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

**ٹوکیو** ۱۲ اکتوبر۔ جاپان اور روس کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے ہیں کئی ایک مقامات پر روس اور جاپانی فوجوں کے درمیان تصادم ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کل صبح مانچو کے قریب روسی فوجی دستوں نے جاپانی فوجوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ کے طور پر چار سپاہی ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔ دوسرا معرکہ کل دریائے نیومن کے دہانے پر ہوا۔ جب کہ مانچوکو کے گشت کرنے والے دستے پر روسی فوجوں نے حملہ کر دیا جس میں ایک جاپانی افسر زخمی ہوا۔ دونوں اطراف کی افواج بڑی تیزی سے سرحد کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

**لنڈن** ۱۲ اکتوبر۔ مشرقی لنڈن میں غیر فسطائی بہت جلوس نکال رہے ہیں۔ جس میں کمیونسٹوں اور غیر فسطائی جماعتوں کو دعوت شرکت دی گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس جلوس میں ۱۰ ہزار آدمی حصہ لینگے۔ ایڈنبرا میں مسٹر رمزے میکڈانلڈ نے ایک تقریر کے دوران میں اس امر پر زور دیا۔ کہ وہ لوگ جو آزادی تقریر کے بہانہ سے بدنظمی اور بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کا پوری سختی سے انسداد کیا جائے۔

**انگورہ** ۱۲ اکتوبر۔ ترکی وزارت خارجہ نے فرانس کو دو شہروں کی واپسی کے متعلق جو یادداشت ارسال کی ہے۔ اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ آج سے سترہ سال پہلے فرانس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ انطاکیہ اور اسکندرونہ کے خالص ترکی علاقہ جات کو آزاد کر دیا جائے گا لیکن حکومت فرانس نے اس وعدہ کو ایفا نہیں کیا اب جبکہ شام آزاد ہو گیا ہے ہم حکومت فرانس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے وعدہ کا پاس کرتی ہوئی انطاکیہ اور اسکندرونہ کے علاقہ جات کو آزاد کر دے۔ ورنہ حکومت ترکیہ مجبور ہوگی۔ کہ ان کی آزادی کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرے۔



عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر دارالفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی